تفسیر و تشریح

سورۂ اخلاص

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

صاحبزادہ و جانشین سلطان العارفین حضرت

شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

بہ اہتمام

Md. Abdullah Asad

B.Tech. Computer Science

H.No. 19-1-436/A/88

Osman Bagh, Bahadur Pura Hyderabad. 64

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر و تشریح

سورۂ اخلاص

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

صاحبزادہ و جانشین سلطان العارفین حضرت

شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

بہ اہتمام

Md. Abdullah Asad
B.Tech. Computer Science
H.No. 19-1-436/A/88
Osman Bagh, Bahadur Pura Hyderabad. 64

تفصیلات کتاب

نام کتاب ...... تفسیر وتشریح سورہ اخلاص

تالیف ...... حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم

صفحات ۳۲

سنہ اشاعت ...... محرم ۱۴۲۸ھ - جنوری ۲۰۰۷ء

تعداد ...... ایک ہزار

کتابت وسرورق ...... شکیل کمپوزنگ سنٹر

متصل مسجد رضیہ، روبرو فائر اسٹیشن، جدید ملک پیٹ، حیدر آباد - ۳۶

فونس : 9391110835, 9346338145

ای میل : E-mail : aishoffset@yahoo.co.in

قیمت ...... دس روپے -/10 روپے

فہرست مضامین

سرورق	
تفصیلات کتاب	۲
فہرست مضامین	۳
تمہید	۴
خطبہ و سورہ اخلاص معہ ترجمہ	۷
سورت کے نام	۷
وجوہ تسمیہ	۸
فضیلت سورہ اخلاص	۹
شان نزول	۱۰
دشمنوں کی شرارت اور وبال	۱۱
عبادت و استعانت ؟	۱۳
توحید کی ۲ اہم قسمیں	۱۴
توحید فی العبادۃ کی اقسام	۱۵
ارشاد محبوب سبحانیؒ	۱۵
خلاصہ تفسیر	۲۰
توحید کی قسمیں	۲۳
مخلوقات کی تاثیرات کی مثال	۲۴
شرک کا مفہوم اور تعبیرات	۲۵
شرک کی اقسام	۲۶
شیطان کے فریب	۲۷
ارشاد حکیم الامتؒ	۲۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالدیں اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے عبد اللہ ابن عمرو! تمہارا اس وقت کیا حال اور کیا رویہ ہو گا جب صرف ناکارہ لوگ باقی رہ جائیں گے ان کے معاہدات اور معاملات میں فریب ہو گا اور ان میں سخت اختلافات ہونگے اور سخت ٹکراؤ ہو گا اور وہ باہم اس طرح گتھ جائیں گے جیسے میرے ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے گتھی ہوئی ہیں۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! پھر مجھے کیسا رہنا چاہیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جس بات اور جس عمل کو تم اچھا اور معروف جانو اس کو اختیار کرو۔ اور جس کو منکر اور برا سمجھو اسے چھوڑ دو اور اپنی پوری توجہ خاص اپنی ذات پر رکھو اور اپنی فکر کرو اور ان ناکارہ بے صلاحیت اور آپس میں لڑنے بھڑنے والوں سے اور ان کے عوام سے تعرض نہ کرو۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے لئے ایک وقت ایسا آئیگا کہ صبر واستقامت کے ساتھ دین اسلام پر قائم رہنے والا بندہ اس آدمی کی مانند ہو گا جو ہاتھ میں جلتا ہوا انگارہ تھام لے۔ (ترمذی)

بعض حدیث کی کتابوں میں ایک حدیث منقول ہے۔ حضرت عبد اللہ بن

عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ عنقریب بہت سے فتنے ظاہر ہونگے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ ان سے خلاصی کی کیا صورت ہے ۔ انہوں نے کہا کہ قرآن شریف ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اللہ کی تلاوت فتنوں سے بچنے کا سبب ہے اور کتاب اللہ پر عمل بھی فتنوں سے بچنے کا کفیل ہے ۔

ان دو تین روایات کی روشنی میں حالات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ موجودہ دور کے حالات بھی اسی طرح کے ہیں اور ہمارے معاشرہ میں ہر طرح کا بگاڑ آیا ہوا ہے ۔ عقائد و عبادات ہوں کہ معاملات و اخلاقیات، تمام ہی شعبوں میں بگاڑ رونما ہو چلا ہے ۔ ۔ کوششیں یوں تو کی جارہی ہیں لیکن بظاہر ہماری ہر کوشش رائیگاں اور ہر سعی لاحاصل معلوم ہوتی ہے ۔ عقائد و عبادات اور معاملات تو ایک طرف رہے اخلاق و مروت کا بھی دور دور تک پتہ نہیں چلتا ۔ ایسے حالات میں، اصلاحی قدم کیسے بڑھایا جائے ۔ اس سوال کا جواب ہمارے نزدیک یہ ہے کہ چونکہ انسان کا عمل اور اس کا کردار نیز اس کے انفرادی اور اجتماعی حالات یہ سب اس کے افکار کا نتیجہ ہیں ظاہر ہے کہ فکر جیسی ہوگی اعمال کا ظہور بھی ویسا ہی ہوگا اس لئے یہ ایک حقیقت ہے کہ سارے احوال کی درستگی اصلاح اعمال پر ہے اور اعمال کی درستگی فکر صحیح پر موقوف ہے اور فکر صحیح علم صحیح پر موقوف ہے اور علم صحیح کے لئے قرآن و حدیث کا علم ضروری ہے کیونکہ یہی علوم کی بنیادیں ہیں ۔

فکر جب صحیح ہو جاتی ہے اور دل کا یقین بن جاتی ہے تو شرعی اعتبار سے اسی کو عقیدہ صحیحہ کہا جاتا ہے اور علوم قرآنی میں بھی چار اہم جلی مضامین ہیں ۔ (۱) توحید ۔ (۲) رسالت ۔ (۳) آخرت ۔ (۴) انسانیت ۔۔۔ ظاہر ہے کہ دنیا و آخرت کی اصلاح و

فلاح اور سعادت و عافیت دارین اور نجات اخروی کے لئے عقیدہ توحید کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اس لئے اسی جذبہ کے تحت مقدور بھر کوشش کے لئے مختلف مقامات پر درس قرآن، مجالس وعظ اور فکری مجلسیں ہوتی ہیں۔ ابھی حال ہی میں کئی ایک مقامات پر تفسیر قرآن کی مجلسیں رہیں بالخصوص مسجد معراج کرما گوڑہ، سعید آباد، مسجد عالمگیری شانتی نگر، حیدرآباد اور ضلع محبوب نگر کے بعض جلسوں میں سورہ اخلاص پر تقاریر کا موقع ملا بالخصوص مسجد عمر فاروق نواب صاحب کنٹہ میں سورہ اخلاص پر کچھ عرض کرنے کا موقع ملا۔ بعض احباب کی جانب سے مختلف مقامات پر ہوئے دروس قرآن کو تفسیری تشریحی تفصیلات کے ساتھ افادیت عامہ کے لئے شائع کرنے کا خیال ظاہر کیا گیا۔ اسی لئے انہی بیانات کا خلاصہ بصورت تالیف پیش خدمت ہے۔ جن ساتھیوں کے اہتمام میں چھپ رہی ہے اللہ انہیں بھرپور جزا دے اور اس کی افادیت کو عام و تام فرمائے۔

شاہ محمد کمال الرحمن

خطیب مسجد عالمگیری، شانتی نگر حیدرآباد

۴ جون ۱۹۹۷ء م ۲۷ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الملک الدیان ۔ القوی السلطان ۔ الحنان المنان ۔ الذی کل یوم ھو فی شان ۔ نحمدہ حمدا و نشکرہ شکرا فی السر والاعلان ۔ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ شھادۃ خالصۃ بالقلب واللسان ۔ ونشھد ان سیدنا ونبیننا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ اللہ بالھدی والبیان ۔ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ صلوۃ وسلاما دائمین متلازمین الی یوم تقیم فیہ المیزان ۔

اما بعد فیا ایھا الاخوان ۔ قال اللہ تبارک وتعالی فی القران ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

قل ھو اللہ احد ۔ اللہ الصمد ۔ لم یلد ولم یولد ۔ ولم یکن لہ کفوا احد ۔

ترجمہ: آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہدیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے ۔ اللہ بے نیاز ہے ۔ اسکی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے ۔ اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے ۔

آیات وحروف

سورہ اخلاص مکی ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ سے مروی ہے: یہ تیسویں پارے کا سینتیسواں رکوع ہے ۔ ایک رکوع چار آیات پندرہ کلمات اور سینتالیس حروف پر مشتمل یہ چھوٹی سی سورت علوم کا بحر بیکراں ہے ۔

سورۃ کے نام

تفسیر مواہب الرحمن میں اس سورۃ کے بہت سے نام مذکور ہیں ان

اسماء کی معنویت پر غور کرنے پر اس سورت کی اہمیت خوب سے خوب تر اجاگر ہوجاتی ہے۔

(۱)۔تفرید (۲)۔ تجرید (۳) توحید (۴) اخلاص (۵) نجات (۶) ولایت (۷) نسبت (۸) معرفت (۹) اساس (۱۰) مانعہ (۱۱) محتضرہ (۱۲) منفرہ (۱۳) مذکرہ (۱۴) نور (۱۵) احصان وغیرہ۔

وجوہ تسمیہ

خدا کی وحدانیت کو سمجھانے والی۔ دوزخ کی آگ سے چھٹکارا دلانے والی۔ نجات عطا کرانے والی۔ حق تعالی سے دوستی پیدا کرانے والی۔ اللہ اور اس کے رسول سے تعلق قائم کرنے والی۔ خدا کی پہچان کرانے والی۔ سارے علوم حقانی میں بنیاد کی حیثیت رکھنے والی۔ باطل کو روکنے والی۔ شرک اور شرکیات اور باطل سے نفرت دلانے والی۔ خدا کو یاد دلانے والی۔ توحید کا نور رکھنے والی اور اس کی حیثیت ایک قلعہ کی سی ہے۔

محدث دکن حضرت عبد اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بغیر توحید کے کوئی عمل قبول ہی نہیں ہوتا۔ابتداء بھی توحید ہی سے ہے اور انتہا میں بھی توحید کی ضرورت ہے ۔اگر توحید پر خاتمہ نہ ہو تو سب کیا کرایا برباد ہوجائے گا۔ توحید ہی کے ذریعہ ہم کو نجات حاصل ہوتی ہے ۔ تمام مخلوقات میں انسان اور انسانوں میں مسلمان اصل ہیں اور دنیا بھی آپ ہی کے لئے ہے اور آخرت بھی آپ کی ہے۔

زمین فرش، آسمان چھت، آفتاب باورچی، چاند رنگریز، ہوا فراش، جنت بھی آپ کی ہے اور دیدار الہی بھی آپ کا حصہ ہے ۔ اللہ رے آپ کی شان ۔ خود خدا

آپ کا دوست ۔ اور خدا سے آپ کو محبت آخر یہ سب کچھ کیوں ؟ اس لئے کہ آپ کے دل کے صندوقچہ میں توحید کا انمول موتی ہے یہ سب اسی کی قدر دانی ہے ۔

ہم توحید کے قلعہ میں ہیں اس قلعہ کا حصار قرآن شریف ہے اور ۱۱۴ سورتیں اس قلعہ کے برج ہیں ۔ ہزاروں آیتیں اس قلعہ کی محافظ ہیں اس قلعہ کے دو دروازے ہیں ۔

ایک اقرار کا دوسرے تصدیق کا ۔ اس قلعہ کے حدود اربعہ معرفت ، یقین ، صدق ، اخلاص ہیں اور نماز روزہ اور زکوۃ ، حج وغیرہ اس قلعہ کے ستون ہیں اس قلعہ کے اطراف خوف الٰہی کی خندق ہے اس خندق پر امید اور خوف کا پل ہے ۔ علماء ، صلحاء ، شہدا ، صدیقین ، اور اولیاء اس قلعہ کے نگہبان ہیں ۔ جو شخص توحید کا قائل ہے وہ خدا کا مقرب ہے اور جس نے توحید کھودی وہ خدا سے دور ہے ۔

اس سورت کی فضیلت

(۱) ۔ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں اور امام ترمذیؒ نے اپنی سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا کہ جمع ہو جاؤ میں تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا ۔ چنانچہ لوگ جمع ہو گئے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ اخلاص کی تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا یہ سورہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے ۔

(۲) ۔ ابوداؤد اور ترمذی کی روایتوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح اور شام قرآن کے آخری ۳ سورتیں پڑھ لیا کرے تو یہ اس کے لئے کافی ہے ۔

(۳) ۔ امام احمدؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے اس سورت سے بڑی محبت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا۔

شانِ نزول

ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مشرکین اور مدینہ کے یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے کہ وہ رب کس چیز سے بنا ہے وہ کھاتا پیتا ہے یا نہیں وہ کس کا وارث ہے اور اس کا وارث کون ہو گا اس موقع پر اللہ نے اس سورۃ کو نازل فرمایا۔

بضمن شان نزول ایک روایت یوں بھی ملتی ہے ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مشرکین میں سے دو شخص عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ آئے عامر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا شروع کیا کہ اے محمد! آپ ہم کو کس خدا کی طرف بلانا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی طرف بلاتا ہوں اس نے کہا وہ سونے کا بنا ہے یا چاندی کا، لوہے کا ہے یا لکڑی کا، آخر یہ بات بتاؤ کہ وہ کس کا ہے تو اللہ نے اس سورت کو نازل فرمایا۔ اسی ذیل میں بعض مفسرین نے یہ بھی بتلایا کہ ان دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخی کی تو اس کا انجام بد بھی دیکھنا پڑا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے :

اس نے یہ کہا اگر تم اپنے بعد خلافت میرے واسطے لکھ دو تو میں تمہارے تابع

رہونگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس اسطرح ان لوگوں کے منشاء کے موافق جوابات نہ مل سکے اور کھری کھری باتیں سامنے آگئیں تو

دشمنوں کی شرارت اور وبال

دونوں نے مشورہ کیا کہ محمد کو (نعوذ باللہ) ختم کردیا جائے۔ منصوبہ بنایا گیا۔ عامر نے کہا میں ان کو باتوں میں لگاؤں گا اور تو تلوار سے کام تمام کردینا۔ چنانچہ تنہائی میں بات کرنے کے بہانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا رہا اور شدید انتظار کررہا ہے کہ ارید تلوار سے محمدؐ پر حملہ کردے لیکن خدا کی شان ارید میان سے تلوار کھینچنے میں زور کرتا ہے لیکن اس کا ہاتھ قبضہ پر چپک گیا اور تلوار میان میں جم گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ تم دونوں کی شرارت سے کافی ہے۔ ساتھ ہی زوردار کڑک کی آواز آئی۔ بجلی چمکی اور ارید کا سر جسم سے الگ ہوگیا، ادھر عامر بھاگا۔ سلولیہ نامی ایک عورت سے پناہ مانگی مگر اس نے پناہ نہ دی سواری پر چلا۔ راستہ میں سواری سے ٹھوکر کھاکر گرا اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر راستے ہی میں مر گیا۔ اللہ اور رسول کے دشمنوں کا اور گستاخی کرنے والوں کا انجام ایسا ہی ہونا تھا سو ہوا۔

توحید انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا بنیادی اور اولین موضوع ہے۔ جس کو مانے بغیر کسی آدمی کی نجات ممکن نہیں۔ اور کسی بھی شخص کا اعتقاد توحید اس وقت درست رہتا ہے جب وہ خدا کی ذات و صفات کا صحیح علم رکھے اس لئے صفات باری کا جاننا ماننا بے حد ضروری ہے اور یہ جان لینا بھی لازمی ہے کہ چند صفات الہیہ کا جاننا ماننا کافی نہیں بلکہ ان تمام صفات کو جو شریعت مطہرہ اور احادیث رسول میں خالص خدا کے لئے بتلائی گئی ہیں صرف اللہ ہی میں تسلیم کرنا توحید ہے۔ اگر چند صفات حق کی تسلیم کا نام توحید ہوتا تو مکہ کے مشرکین اور بہت سے مخالفین

اسلام بھی توحید کے علم بردار کہلاتے حالانکہ قرآن نے صراحت کے ساتھ مشرکین کے عقائد باطلہ کی تردید کی ہے۔ مثلاً سورہ عنکبوت کے چھٹے رکوع میں ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمدؐ ولئن سئلتھم من خلق السموات والارض وسخر الشمس والقمر لیقولن اللّٰہ فانی یؤفکون۔ (عنکبوت ۰ رکوع ۶)

اے محمدؐ! آپ ان لوگوں سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کا خالق کون ہے ؟ اور چاند وسورج پر قبضہ کسکا ہے ؟ تو کہیں گے اللہ۔ تو پھر کہاں سے الٹ جاتے ہیں۔

اسی طرح سورہ یونس میں مشرکین عرب کے اقرار کا ذکر ملتا ہے۔

قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یحرج الحی من المیت ومن یخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون اللّٰہ فقل افلا تتقون۔ (یونس ۳۱)

اے محمدؐ! آپ ان مشرکین سے یہ پوچھیے کہ کون تمہیں آسمان وزمین سے رزق دیتا ہے اور آنکھوں، کانوں کا مالک کون ہے اور کون مردہ کو زندہ سے اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور اس کارخانہ موجودات کا انتظام حقیقتاً کون کررہا ہے ؟ تو وہ کہیں گے یہ سب کرنے والا اللہ ہے تو آپ کہیے پھر ڈرتے نہیں ہو۔؟

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اور بہت سے مخالفین اسلام بھی خدا کی کئی ایک صفات کو تسلیم کرتے تھے مگر پھر بھی انہیں شرک کا مجرم قرار دیا گیا اور وہ مردود ٹھہرے۔

اس مرحلہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ توحید کا کم سے کم کونسا درجہ ہے جو شریعت کے نزدیک مطلوب اور خدا کو محبوب ہے۔ اس کے لئے عبادت اور

استعانت کے مضامین کو خوب سمجھئے اور یہ بات جان لیجئے کہ اللہ ہی معبود اور مستعان ہے۔ اس کے لئے ایاک نعبد و ایاک نستعین کی تفصیلات ہماری دوسری کتابوں میں دیکھئے۔

عبادت و استعانت؟

مختصراً عبادت اور استعانت کا سادہ مفہوم اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔

انسان کثیر الحاجات ہے اور اپنی ہر ضرورت پوری کرنے کے لئے مدد حاصل کرنا اس کا فطری جذبہ ہے اور نفع کے حصول کے لئے محنت اور نقصان سے بچنے کے لئے کوشش اسکا طبعی تقاضہ ہے۔ جس چیز سے فائدہ نظر آتا ہے اس سے محبت کرتا ہے اور جس سے نقصان ہوتا ہوا دیکھتا ہے اس سے ڈرنے لگ جاتا ہے۔ ہر فائدہ کے سامنے ہاتھ پھیلانے لگ جاتا ہے اور ہر نقصان سے ڈرنے اور نقصان سے بچنے کے لئے سر جھکانے لگ جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک سادہ اور عام فہم بات یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ نے آپ کو سر عطا فرمایا ہے یا دینے والا اور کوئی ہے؟ اسی طرح آپ کے پاس جو ہاتھ ہیں۔ وہ اللہ ہی نے پیدا کئے ہیں یا ان ہاتھوں کا پیدا کرنے والا کوئی اور ہے؟ اس کا ہر ایک شخص بہت سادہ اور قطعی جواب دیتا ہے۔ ہر چیز کے پیدا کرنے والے اللہ ہی ہیں اور یہ سر اور ہاتھ بھی اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمائے ہیں تو پھر اب ان کی حفاظت آپ کے ذمے ہے۔ اس طرح پر کہ یہ سر اللہ کے سوا کسی کے سامنے سجدہ نہ کرے اور ہاتھ اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے پھیلنے نہ پائیں۔ سادہ لفظوں میں سر کا ٹیکنا عبادت اور ہاتھ کا پھیلانا استعانت کہلاتا ہے۔

انسان اپنے نفسی اور ذاتی راہ سے ہر ظاہر موثر معلوم ہونے والی ہستی سے

عبادت و استعانت کا تعلق قائم کرلیا اور جس کے ساتھ ایسا تعلق قائم کرلیا جاتا ہے اس کو علم حق کی زبان میں "الہ" کہتے ہیں۔ چنانچہ کفار و مشرکین نے اور بے شمار جاہل انسانوں نے جمادات کو، نباتات کو، حیوانات کو، انسانوں کو، سفلی و علوی چیزوں کو، فرشتوں کو، ستاروں کو، غرض کہ بے شمار مادیات اور مجردات کو الہ بنالیا۔ اور جب غیر اللہ الہ ہو جاتے ہیں تو شرک واقع ہوتا ہے حالانکہ معبودیت و ربوبیت کا حق بلاشرکت غیرے صرف اللہ ہی کا حق ہے۔

اس مقام پر اولیاء اللہ نے فرمایا ہے کہ کلمہ توحید لاالہ الا اللہ میں لاالہ سے غیر اللہ کے الہ ہونے کی نفی اور الا اللہ کے ذریعہ اللہ ہی کے معبود اور رب ہونے کا اثبات کیا جاتا ہے۔ اس مضمون میں اجمال بھی ہے اور بہت کچھ تفصیل بھی۔ اولیاء اللہ کی صحبتیں ان تحقیقات کا دروازہ کھولتی ہیں۔

توحید کی دو اہم قسمیں ہیں

☆ ایک توحید الوہیت یعنی توحید فی العبادۃ

☆ دوسرے توحید ربوبیت یعنی توحید فی الاستعانت

ہر امت میں ہر نبی نے توحید فی العبادت کی دعوت دی ہے جس پر قرآن مجید کی سورہ نمل کی یہ آیت شاہد ہے ولقد بعثنافی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللّٰہ یعنی اور ہم ہر امت میں کوئی نہ کوئی نبی بھیجتے رہے ہیں کہ تم اللہ ہی کی عبادت کرو۔

اس توحید کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کی جتنی قسمیں ہیں وہ سب خدا کے لئے خاص ہیں۔ باعتبار تفہیم اس کی تشریح مزید اس طرح ہو سکتی ہے کہ عبادت کی کئی قسمیں ہیں۔

عبادت لفظی اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی زبان سے کلمہ توحید کا اور خدا ہی کے معبود برحق ہونے کا اعلان کریں۔

عبادت اعتقادی اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہمارے دل میں یہ یقین جگہ پا جائے کہ خلق وامر، نفع ونقصان، عزت وذلت، حیات وموت، منع وعطا سب کچھ اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ اتنا زبردست وغالب ہے کہ اس کی سب پر چلتی ہے اس پر کسی کی نہیں چلتی۔ اسکی بارگاہ میں اجازت کے بغیر کوئی لب ہلا نہیں سکتا۔ اسکی بارگاہ میں اسکی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔ وہ صاحب صفات کمال ہے اور منزہ عن النقص والزوال ہے۔ یہ اعتقادات اور اس طرح کی دیگر لازمہ الوہیت کے تمام اعتبارات کی دل کی گہرائی سے تصدیق ویقین کرے۔

عبادت بدنی عبادت کی ادائیگی کے لئے مختلف ارکان عبادت جیسے نماز پڑھنا، رکوع کرنا، سجدے کرنا، روزے رکھنا، حج کرنا، دعا کرنا، طواف کرنا، اس طرح کے تمام مخصوص ارکان خدا ہی کے لئے خاص ہیں۔ عبادات کی ان صورتوں کو غیر اللہ کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص اللہ کے ساتھ مخصوص حق کو غیر اللہ کے لئے برتتا ہے تو وہ اشراک فی العبادۃ کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور توحید عبادت اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک ہم ایاک نعبد وایاک نستعین کے تقاضوں کی تکمیل نہ کریں۔

توحید فی الاستعانۃ کا خلاصہ حضرت محبوب سبحانیؒ نے یوں فرمایا ہے:

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے فتوح الغیب میں تحریر فرمایا ہیکہ قطعی طور پر یقین کرلے کہ سوائے خدا کے اور کوئی فاعل حقیقی نہیں اور سوائے اللہ کے اور کوئی حرکت، سکون دینے والا نہیں، بھلائی برائی، نفع ونقصان، دینا نہ دینا، کھولنا

اور بند کرنا، موت وحیات، عزت وذلت، مالداری وفقیری دراصل حقیقتہ سوائے اللہ کے اور کسی کے قبضہ میں نہیں، افادیت عامہ کیلئے ایک واقعہ تحریر کیا جاتا ہے۔

ایک دولت مند تھا اس کی ایک بیوی تھی۔ دونوں عیش و آرام سے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ میاں بیوی دونوں اچھی غذا تیار کرواکر کھا رہے تھے اتنے میں ایک فقیر آیا اور سوال کیا اس فقیر کو مالدار نے جھڑک دیا۔ فقیر مایوس ہوکر چلا گیا مگر اللہ کو امیر کا غریب کے ساتھ رویہ پسند نہ آیا۔ چنانچہ بہ تقدیر رفتہ رفتہ دولتمند کا سارا مال ختم ہو گیا کاروبار ماند پڑ گئے۔ نقد رقم ختم ہو گئی۔ جو کچھ سرمایہ تھا مٹ گیا، کمانے کا ذریعہ بھی ختم ہو گیا حتی کے فاقے کی نوبت آ گئی۔ روٹی کے ایک ایک ٹکڑے اور کھانے کے ایک ایک لقمہ کو بھی ترسنے لگا۔ بیوی کو نبھانا بھی مشکل ہو گیا تو اس سے کہا کہ ایسی گری ہوئی حالت میں تیرا کیسے گذر ہو گا اس لئے تجھے طلاق دیتا ہوں۔ بیوی نے کہا جیسے آپ کی مرضی! چنانچہ بیوی کو طلاق ہو گئی۔ عدت گذر گئی کچھ مدت بعد اس عورت کی شادی دوسرے شخص کے ساتھ ہو گئی۔ اب یہ دونوں میاں بیوی اطمینان سے رہنے لگے ایک دن دونوں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے گھر پر ایک فقیر آیا اور سوال کیا تو مرد نے بیوی سے کہا فقیر بھیک مانگ رہا ہے اللہ نے ہمیں دیا ہے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ ہم تم آرام کے ساتھ کھاتے رہیں اور بھیک مانگنے والے کو کچھ نہ دیں۔ جاؤ جاکر کچھ پکا ہوا دے آؤ۔ بیوی کھانا لیکر فقیر کو دینے کے لئے دروازے پر پہونچی جونہی اس فقیر کو دیکھی چیخ اٹھی۔ بے اختیار رونے لگی جب آنسو پوچھتے اندر آئی تو اسے رونے دھونے آہ و زاری کرتے اور اداس چہرہ کو دیکھ کر شوہر نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ شوہر نے اصرار کرکے پوچھا تو بیوی نے بتایا کہ یہ فقیر میرا پہلا شوہر ہے آج اس کا یہ حال زار دیکھ کر یہ صدمہ اور رنج ہوا ہے کہ ایک وقت تھا مرغن غذائیں کھاتا تھا اور آج یہ

حالت ہے کہ بھیک مانگ رہا ہے اور بیان کیا کہ ایک دن ہم دونوں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے ایک فقیر گھر پر آیا تو اس نے فقیر کو جھڑک کر واپس کر دیا آج وہ خود بھکاری ہے۔ یہ واقعہ سن کر دوسرے شوہر نے کہا تمہارے پہلے شوہر کے در پر بھیک مانگنے جو شخص آیا تھا وہ میں ہی تھا آج اللہ نے مجھے ساری جائیداد و املاک عطا فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ یہ صورت حال ہے۔ جو تم آج دیکھ رہی ہو سچ ہے عزت و ذلت خدا کے ہاتھ میں ہے اسے عزیز کو ذلیل اور ذلیل کو عزیز کرتے دیر نہیں لگتی۔ وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے غنا اور عزت کے خزانے اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

ارشاد ربانی ہے قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشــــاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشـــاء وتذل من تشـــاء بیدک الخیر انک علی کل شئی قدیر (پ ۳)

آپ کہدیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے ملک کے مالک جس کو چاہے ملک دیدے اور جس سے چاہے ملک چھین لے اور جس کو چاہے عزت و غلبہ دیدے اور جس کو چاہے مغلوب کر دے۔ آپ کے ہاتھ میں بھلائی ہے بلاشبہ آپ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔

جہاں تک ذات خداوندی کا تعلق ہے اس سلسلہ میں یہ چند باتیں پیش ہیں۔

اللہ علم علی الاصح للذات الواجب المستجمع لجمیع صفات الکمال المنزہ عن النقص والزوال یعنی اللہ نام ہے اس ذات کا جس کا وجود واجب ہے اور تمام صفات کمالیہ کو جامع ہے اور ہر نقص و زوال سے پاک ہے۔

جہاں تک ذات کا تعلق ہے اس کی ماہیت کو نہیں پایا جاسکتا۔ یہی وہ مرتبہ ہے جس کے بارے میں حضرت حق نے فرمایا ہے ویحذرکم اللہ نفسہ اور اللہ

تمھیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اسی مقام کی ملحوظیت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتفکروافی اللہ فتھلکوا یعنی کنہ ذات حق میں فکر نہ کرو ورنہ تم ہلاک ہوجاؤ گے اسی اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی ملتا ہے ما عرفناک حق معرفتک یعنی ہم نے آپ کو کماحقہ نہیں پہچانا۔ اس مرتبہ کو کاملین صوفیاء مرتبہ احدیت کہتے ہیں۔ خصوصی استعداد رکھنے والے اس مرتبہ کو کئی اور ناموں سے بھی تعبیر کرتے ہیں جیسے غیب الغیوب، غیب ہویت، مکنون المکنون، بطون البطون، خفاء الخفاء، قدم القدم، نہایۃ النہایات، مقطوع الاشارات، مرتبہ تنزیہ، ذات بحت، وجود محض، ہستی مطلق، گنج خفی، کنز مخفی وغیرہ۔ یہ سارے نام یہی سمجھانے کیلئے ہیں کہ یہ مرتبہ ذات خداوندی کا تنزیہی مرتبہ ہے جہاں قیاس، خیال و گمان اور وہم اس کی یافت سے عاجز ہیں۔ اسلئے کہ یہ سب حادث ہیں اور حادث کُنہ قدیم کا ادراک نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ادراک خود ایک مقام پر پہونچکر عاجز ہوجاتا ہے۔

متقدمین اور متاخرین کی کتابوں میں امام غزالیؒ، محی الدین ابن عربیؒ، عبدالکریم جیلیؒ، شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ، شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کا ایک ارشاد نقل کیا ہے۔

العجز عن درک الادراک ادراک یعنی ادراک جس منتہیٰ تک پہونچے وہ ادراک کی غایت ہے حق کی نہیں کیونکہ ذات حق کی نہ صورت ہے نہ شکل، نہ ہیئت ہے نہ ہیکل۔ اس اعتبار میں وہ بے کیف و کم، بے چند و چوں ہے اور مکاں و زماں کی قیود سے آزاد ہے اس کو سمجھانے کے لئے کہا گیا ہے۔

اے کہ برتراز قیاس و خیال و گماں و وہم
وزہر ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و ماندہ ایم

ہاں اسکی ذات کی لقاء کا شوق جائز ہے اور آخرت میں حق تعالیٰ شانہ کی دید ہوگی اور اس دنیا میں آثار سے افعال سے صفات سے اسے جانا، مانا، دیکھا، پایا جاسکتا ہے۔

صاحب معارف القرآن نے لکھا ہے کہ قل ھو اللّٰہ احد اس لفظ قل میں اشارہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی طرف کہ ان کو اللہ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کا حکم صادر ہو رہا ہے۔

مفہوم کے اعتبار سے "احد" میں یہ معنی بھی شامل ہیں کہ وہ ترکیب، تجزیہ، یعنی وہ ایک یا متعدد مادوں سے نہیں بنا۔ نہ اس میں تعدد کا کوئی امکان ہے نہ کسی کے مشابہ ہے یہ جواب ہو گیا ان لوگوں کا جو اللہ کے متعلق پوچھتے تھے کہ وہ سونے چاندی کا ہے یا کسی جوہر کا۔ اس ایک مختصر جملے میں ذات وصفات کے سب مباحث آگئے اور لفظ قل میں نبوت ورسالت کا مسئلہ آگیا۔

صمد کے مفہوم کو سمجھانے کے لئے طبرانی نے کتاب السنہ میں مفسرین کے بہت سے اقوال کے ساتھ ساتھ انہوں نے وضاحت کی کہ معنی صمد کے یہ ہیں کہ جس کی طرف لوگ اپنی حاجات وضروریات میں رجوع کریں اور جو بڑائی اور سرداری میں ایسا ہو کہ اس سے کوئی بڑا نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔

لم یلد ولم یولد یہ ان لوگوں کا جواب ہے جنہوں نے اللہ کے نسب نامہ کا سوال کیا تھا کہ اس کو مخلوق پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ جو توالد وتناسل کے ذریعہ وجود میں آتی ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے نہ کوئی اسکی اولاد ہے۔ ولم یکن لہ کفوا احد کفو کے معنی مثل ومماثل کے ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ نہ کوئی اسکا مثل ہے نہ کوئی اس سے مماثلت اور مشابہت رکھتا ہے۔ سورہ اخلاص نے ہر طرح کے مشرکانہ خیالات کی نفی

کر کے مکمل توحید کا سبق دیا ہے گویا اس مختصر اور جامع سورت میں منکرین صفات باری کا بھی جواب ہے اور ان لوگوں کے خیالات باطلہ کا بھی رد ہے جو عبادت میں اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک کرتے ہیں۔

پہلی آیت میں ان مجوسیوں کے عقیدے کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ خالق دو ہیں۔ خیر کا خالق ، یزداں ، اور شر کا خالق اہرمن کہتے ہیں اور ان تمام ہندوانہ عقیدوں کی تردید بھی ہو گئی جو کروڑوں اشیاء کو خدا کی خدائی میں حصہ دار ٹھہراتے ہیں۔

اللہ تعالی کی صفت صمدیت سے ان جاہلوں کے عقیدے کی تردید ہو جاتی ہے جو کسی غیر اللہ کو کسی درجہ میں مستقل اختیار رکھنے والے سمجھتے ہوں۔

تیسری آیت میں ان لوگوں کا رد کر دیا گیا جو حضرت مسیح علیہ السلام کو یا حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں۔ اور جو لوگ حضرت مسیح کو یا کسی بشر کو خدا مانتے ہیں اس کی تردید ولم یولد میں کر دی گئی ہے یعنی خدا کی شان یہ ہے کہ اس کو کسی نے جنا نہ ہو تو پھر آخری جملہ میں ان لوگوں کا رد ہو گیا جو اللہ کی کسی صفت میں کسی مخلوق کو اس کا ہمسر بناتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ عقیدہ توحید ایسا انقلابی عقیدہ ہے جو انسان کے تمام اعمال واحوال اور اخلاق ومعاشرت پر گہرا اثر رکھتا ہے کیونکہ جو شخص یہ یقین کرے کہ تمام عالم کا خالق ومالک اور تمام نظام عالم میں متصرف اور تمام چیزوں پر قادر ایک ذات ہے بغیر اس کی مشیت اور ارادے کے نہ کوئی ذرہ حرکت کر سکتا ہے نہ کوئی کسی کو نفع یا نقصان پہونچا سکتا ہے تو اس کی پوری توجہ ہر مصیبت و راحت اور ہر تنگی و فراخی میں صرف ایک ذات کی طرف ہو جائے گی اور اس کو وہ بصیرت حاصل ہو جائے گی جس کے ذریعہ وہ اسباب ظاہرہ کی حقیقت کو پہچان لے گا کہ یہ سلسلہ اسباب

در حقیقت ایک پردہ ہے جس کے پیچھے دست قدرت کافرما ہے ۔ برق و بھاپ کے پوجنے والے دانایان یوروپ اگر حقیقت کو سمجھ لیں تو انہیں معلوم ہوجائے گا کہ برق اور بھاپ سے آگے بھی کوئی حقیقت ہے اور حقیقی پاور اور طاقت نہ برق میں ہے نہ بھاپ میں ہے ۔ بلکہ سب طاقتوں اور قوتوں کا سرچشمہ اسی ذات حق کے ہاتھ میں ہے جس نے برق اور باپ پیدا کئے اس کو سمجھنے کے لئے بصیرت چاہئے اور جس نے اس حقیقت کو نہیں سمجھا وہ دنیا میں کتنا ہی دانشمند اور فلاسفر کہلاتا ہو مگر اس کی مثال اس دیہاتی بیوقوف کی سی ہے جو کسی ریلوے اسٹیشن پر پہونچا اور دیکھا کہ گارڈ کے ہاتھ میں دو جھنڈیاں سرخ اور سبز ہیں ۔ سبز کے دکھانے سے ریل چلنے لگتی ہے اور سرخ جھنڈی کے دکھانے سے ریل تھمجاتی ہے یہ دیکھ کر وہ ان جھنڈیوں ہی کو ڈنڈوت کرنے لگے اور سمجھے کہ یہ جھنڈیاں ہی طاقت کی مالک ہیں کہ اتنی بڑی تیز رفتار، پہاڑ کی طرح بوجھل گاڑی کو چلانا اور روکنا ان کا کام ہے ۔ تو جس طرح دنیا اس دیہاتی پر ہنستی ہیکہ اس جاہل کو یہ خبر نہیں کہ یہ جھنڈیاں محض علامت ہیں اور کام در حقیقت ڈرائیور کا ہے کہ وہ ریل کو چلاتا ہے اور روکتا ہے بلکہ اس کا بھی نہیں بلکہ مشین کے کل پرزوں کا ہے اور جس نے ذرا نگاہ کو اور گہرا کرلیا تو اسے یہ نظر آجاتا ہے کہ در حقیقت اس کا چلانا نہ ڈرائیور کا کام ہے نہ انجن کے کل پرزوں کا بلکہ یہ اصل طاقت اس اسٹیم کی ہے جو انجن کے اندر پیدا ہورہی ہے ۔ اسی طرح ایک موحد انسان ان سب عقلمندوں پر ہنستا ہے کہ حقیقت کو تم نے بھی نہیں پایا فکر و نظر کی منزل ابھی اور آگے ہے ذرا نگاہ کو تیز کرو اور غور سے کام لو معلوم ہوگا کہ اسٹیم، آگ، پانی بھی کچھ نہیں ۔ طاقت و قوت صرف اسی ذات کی ہے جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ۔ یہ عقیدہ انسان کی تمام مشکلات کا حل، ہر حالت میں اسکی پناہ گاہ ہے اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا ضامن ہے ۔

ہر نفع ونقصان کا مالک در حقیقت صرف اللہ ہے ۔ قرآن مجید میں بہت سی جگہوں پر یہ مضمون مختلف انداز سے وارد ہے ۔ ایک جگہ ارشاد ہے مایفتح اللّٰہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لہا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ

یعنی اللہ نے جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دی اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو روک دے اس کو کوئی کھولنے والا نہیں ۔

اسی طرح متعدد احادیث میں بموقع دعا ایک جگہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذالجد منک الجد

یعنی اے اللہ جو آپ نے دیا اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو آپ نے روک دیا اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی کوشش کرنے والے کی کوشش آپ کے مقابلے میں نفع نہیں دے سکتی ۔

امام احمدؒ کی مسند میں اور دیگر بعض احادیث صحیحہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے ۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سواری پر سوار ہوئے اور مجھے اپنے پیچھے ردیف بنالیا ۔ کچھ دور چلنے کے بعد میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا اے لڑکے ! میں عرض کیا حاضر ہوں کیا حکم ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کو یاد رکھو اللہ تم کو یاد رکھے گا ۔ تم اللہ کو یاد رکھو گے تو اسس کو ہر حال میں اپنے سامنے پاؤ گے ۔ تم امن وعافیت اور خوش عیشی کے وقت اللہ کو پہچانو تو تمہاری مصیبت کے وقت اللہ تعالی تمکو پہچانے گا اور جب تم کو سوال کرنا ہو تو صرف اللہ تعالی سے سوال کرو اور مدد مانگنی ہو تو صرف اللہ سے مدد مانگو ۔ جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے قلم تقدیر اس

کو لکھ چکا ہے اگر ساری مخلوقات مل کر اس کی کوشش کریں کہ تم کو ایسا نفع پہونچائیں جو اللہ نے تمہارے حصہ میں نہیں رکھا ہے تو وہ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے اور اگر وہ سب مل کر اس کی کوشش کریں کہ تم کو ایسا نقصان پہونچائیں جو تمہاری قسمت میں نہیں ہے تو ہرگز اس پر قدرت نہیں پائیں گے۔ اگر تم کر سکتے ہو کہ یقین کے ساتھ صبر پر عمل کرو تو ایسا ضرور کر لو۔ اگر اس پر قدرت نہیں تو صبر کر لو کیونکہ اپنے خلاف طبع چیزوں پر صبر کرنے میں بڑی خیر و برکت ہے اور خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالی کی مدد صبر کے ساتھ ہے اور مصیبت کے ساتھ راحت اور تنگی کیساتھ فراخی ہے۔ (معارف القرآن)

مراتب توحید

توحید کے چار مراتب ہیں۔

(۱)۔ توحید الوہیت (یعنی توحید فی المعبودیت)

(۲)۔ توحید فی الربوبیت (یعنی توحید افعالی)

(۳)۔ توحید صفاتی

(۴)۔ توحید ذاتی (توحید وجودی)

(۱)۔ خدا کی ذات کو واحد یقین کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ خدا کی ذات کی جیسی کوئی ذات نہیں اور اس میں کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔

(۲)۔ توحید صفاتی یہ ہے کہ خدا کو اس کی صفات میں یکتا سمجھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اسکے ساتھ مخصوص صفات کسی اور میں نہیں۔

(۳)۔ توحید فعلی میں یہ بات سمجھنی پڑتی ہے کہ تمام افعال کا خالق اور موثر

حقیقی صرف اللہ ہی کو یقین کرے۔

مخلوقات اور کائنات کی چیزوں میں جو تصرفات اور تاثیرات نظر آتی ہیں وہ سب ہر وقت اذن الٰہی کے محتاج ہیں۔

مخلوقات کے تصرفات اور تاثیرات کی مثال:

ایک چکی آٹا پیس رہی ہے۔ غور کیجیئے کہ آٹا پتھر کا پاٹ گھومنے سے پس رہا ہے اور پاٹ ایک اور سہارے سے گھوم رہا ہے اور وہ ایک گول پہیئے اور پہیہ انجن سے اور انجن بجلی کے کرنٹ سے۔ پس ان میں سے ہر چیز کو آٹا پیسنے میں دخل ہے مگر اصل چلانے والی چیز کرنٹ ہے۔ اگر کرنٹ آنا موقوف ہو جائے تو یہ سب درمیانی چیزیں بیکار ہو جائیں۔ بلا تشبیہ و تمثیل اسی طرح تمام تاثیرات میں اصل محرک اور موثر اذن الٰہی کا کرنٹ ہے۔ اگر اللہ اپنے حکم و اجازت کا کرنٹ ہٹالیں تو تمام تدابیر و اسباب بیکار ہو جائیں۔ ہر وہ چیز جس کو ہم اشیاء سے چاہیں یا اعمال سے اسباب سے چاہیں یا دوا و دعا سے اس زنجیر کی کوئی کڑی بھی بغیر منشاء خداوندی حرکت نہیں کر سکتی۔ بلاشبہ اختیار تدابیر کے احکام ہیں مگر اللہ اپنے فعل و تصرف میں اسباب کا محتاج نہیں۔

(۴)۔ توحید کا ایک اہم درجہ توحید فی العبادۃ کا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہی کو نفع و ضرر کا مالک سمجھ کر جن جن طریقوں سے انسان اس کے سامنے عاجزی اور ذلت ظاہر کرتا ہے ان طریقوں کو اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے نہ برتے۔

اگر غیر اللہ کو نافع اور ضار سمجھ کر افعال عبادت بجالائے گا تو شرک جلی ہو گا اور اگر بلا اعتقاد نفع و ضرر صرف تعظیم کے لئے افعال عبادت سجدے وغیرہ بجالائے تو حرام ہو گا۔ عبادت میں ریا و نمود کی نیت نہ ہو تو شرک اصغر ہو گا اور عبادت ریا

اور نمود کے خیال سے پاک ہو تو کمال توحید فی العبادۃ کہلائے گی۔

چونکہ توحید کے مضمون کو بتمام و کمال سمجھنے کے لئے شرک کا سمجھنا ضروری ہے اس لئے اگلے صفحات اس کی وضاحت کریں گے۔

شرک کا مفہوم

شرک عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی شریک کرنے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں اللہ تعالی کی ذات و صفات میں غیر اللہ کو شریک کرنا یا شریک سمجھنا شرک کہلاتا ہے۔

تعبیر دوم: اس کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ ہی معبود و رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود اور رب نہیں۔ اگر غیر اللہ کو معبود اور رب سمجھا جائیگا یا یقین کیا جائیگا تو اسی کو شرک کہا جاتا ہے۔

تعبیر سوم: یا یوں سمجھئے کہ معبود وہ ذات ہے جس کی عبادت کی جائے اور رب وہ ذات ہے جو ہماری ہر ضرورت کی تکمیل کرنے والی ہے۔ اب چونکہ معبودیت اور ربوبیت صرف خدا کی شان ہے اس لئے اگر کوئی غیر اللہ (چاہے وہ چھوٹی چیز ہو یا بڑی ادنیٰ ہو یا اعلیٰ) کو معبود اور رب سمجھے گا تو شرک واقع ہو گا۔

تعبیر چہارم: اللہ کے سوا کسی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ حیات و موت کا مالک ہے مرض و شفاء اس کے ہاتھ میں ہے حاجت روائی اسکے قبضہ میں ہے اور وہ اپنے ارادے اور عزم سے جو چاہے جب چاہے جس طرح چاہے کر سکتا ہے رزق و اولاد دینے پر قدرت رکھتا ہے یا تدبیر عالم میں موثر حقیقی ہے یا ان امور میں اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی شریک و سہیم ہے ایسا سمجھنا شرک ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔

تعبیر پنجم اللہ کی ذات بھی لامحدود ہے اور اس کی صفات بھی لامحدود ہیں جیسے حیات علم، اراداہ، قدرت وغیرہ یہ اور اس طرح کی دیگر صفات جن جن حیثیتوں سے اللہ ہی کیلئے ثابت ہیں۔ ان کو اسی طرح من وعن مخلوقات کے لئے ثابت کرنا شرک ہے۔

شرک کی سزا ہمیشہ کے لئے جہنم ہے۔ قرآن میں صراحتہ موجود ہے۔ ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء (نساء ۴۸) جس کا مفہوم یہ ہیکہ اللہ تعالی مشرک کو نہیں بخشتے اس کے علاوہ جس کو چاہیں بخشدیتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے وحدوا اللّٰہ ولاتشرکوا باللّٰہ وان حرقتم او قتلتم او صلبتم یعنی اللہ کو ایک جانو مانو اس کی ذات و صفات وافعال میں کسی کو شریک نہ کرو چاہے تم قتل کردیے جاؤ یا جلادیے جاؤ یا سولی دیدیے جاؤ۔

شرک کی دو قسمیں ہیں

(۱)۔ شرکِ جلی

(۲)۔ شرکِ خفی

شرک جلی کو شرک اکبر اور شرک خفی کو شرک اصغر کہا جاتا ہے۔ شرک جلی یہ ہیکہ کسی کے قول یا فعل میں واضح طور پر شرکیہ کلمات یا اعمال پائے جائیں۔ شرک خفی یہ ہیکہ جس میں ادنی درجہ کا کوئی شائبہ شرک کا پایا جائے جیسے ریاکاری۔

شرک کی دو قسمیں ہیں

(۱)۔ شرکِ حقیقی

(۲)۔ شرکِ مجازی

شرک حقیقی یہ ہے کہ خدا کے ساتھ واقعی طور پر کسی کو شریک سمجھے۔

شرک مجازی یہ ہے کہ کوئی بات یا کام اس طرح کرے جو بظاہر شرک معلوم ہو مگر دل میں شرک کا خیال نہ ہو۔ مثلاً اللہ کی عبادت کے لئے قبر کے سامنے نماز پڑھنا کہ بظاہر قبر کو سجدہ کرنا معلوم ہوتا ہے۔ اس طرح نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ بظاہر شرک ہے۔

شرکِ حقیقی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شرک ذاتی دوسرے شرک صفاتی۔

شرکِ ذاتی یہ ہیکہ کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے ذات جیسی کوئی اور ذات ہے۔

شرکِ صفاتی یہ ہے کہ یہ خدا کے ساتھ مخصوص صفات کو کسی اور میں بھی تسلیم کرے یا خدا کی صفات عطائی طور پر کسی دوسری چیز کیلئے اس طرح مانے کہ وہ صفت کیفیت و مقدار میں خدائی صفت کے برابر کسی اور کو حاصل ہیں۔ اسکے بعد کے مرحلہ میں.....

شیطان کے دو فریب

بارش سے کھیتی اگتی ہے بادل سے بارش ہوتی ہے اور اس طرح کے بے شمار کام ظہور پذیر ہوتے ہیں تو یہ کیسے صحیح ہے کہ سارے کام اللہ ہی کرتا ہے۔ اس فریب کے پردہ کو چاک کرنے کے لئے حسب ذیل مثال پر غور کیجئے۔ حقیقت منکشف ہو جائے گی۔

مثال: ایک بادشاہ نے قلم سے کسی کے لئے انعام لکھا تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قلم نے مجھے انعام دیا ہے ظاہر ہے کہ قلم دے کیا سکتا ہے قلم تو بادشاہ کا تابعدار ہے۔

اسی طرح تمام مخلوقات ایک باجبروت شہنشاہ کے تابع ہیں اور ان کی حیثیت تاثیرات کے ظہور میں ایسی ہی ہیں جیسے انعام دینے میں قلم کی حیثیت ہے۔

(نوٹ: واضح رہے کہ مثال رہبری کے لئے ہے۔ برابری کے لئے نہیں)۔

فریب دوم : شیطان مخلوقات میں اختیارات دکھلاتا ہے اور مخلوق کا فاعل حقیقی ہونا بتلاتا ہے مثلاً کہتا ہے کہ قاتل مختار ہے قتل کرنے میں، قتل نہ کرنے میں۔ مالدار مختار ہے سائل کو دینے میں نہ دینے میں۔ منشی مختار ہے لکھنے میں نہ لکھنے میں۔ پھر تم یہ کیسے کہتے ہو کہ کرنے والا اللہ ہے اور سب کام خدا ہی کرتا ہے جب کہ دنیا میں اپنی زندگی میں اور دوسری چیزوں میں بے شمار لوگوں کے ایک درجہ میں اختیارات دیکھ رہے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے مشاہدات سے بندوں اور مخلوقات کو مختار سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے ایک چیونٹی قلم کو کاغذ پر لکھتا ہوا دیکھ کر کہنے لگے کہ قلم مختار ہے چاہے لکھے چاہے نہ لکھے۔

اس کی مختصر نظر نوک قلم سے اوپر نہیں جاتی۔ اسی طرح غافل انسان کی مختصر نظر اوپر تک نہیں پہونچتی۔ ان دونوں فریبوں کے ذریعہ شیطان توحید میں ضعف پیدا کرکے شرک میں مبتلاء کردیتا ہے جس کی وجہ سے آدمی توحید و توکل جیسی عظیم نعمتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔

شرک کی ان تفصیلات کے ساتھ ایک سادہ ترتیب مزید ذہن میں رکھئے۔

پہلے درجہ کا شرک یہ ہے کہ غیر اللہ کو معبود اور مستعان سمجھے۔

دوسرے درجہ کا شرک یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ اوروں کو فاعل حقیقی سمجھے۔

تیسرے درجہ کا شرک یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ مخصوص صفات کو غیر اللہ سے منسوب کرے۔

چوتھے درجہ کا شرک یہ ہے کہ غیر اللہ کو اللہ کے وجود سے موجود نہیں بلکہ بالذات موجود سمجھے۔

ارشاد حضرت حکیم الامتؒ

حضرت حکیم الامتؒ کی صراحت کے مطابق مختصراً یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ شرک کی دو قسمیں ہیں :۔

(۱) ۔شرک فی العقیدہ

(۲) ۔شرک فی العمل

شرک فی العقیدہ یہ ہے کہ غیر اللہ کو مستحق عبادت سمجھا جائے اور یہی وہ شرک ہے جس کی نسبت قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشیں گے اس کو کہ ان کے ساتھ شریک کیا جائے اور بخش دینگے اس سے کم کو جس شخص کے لئے چاہیں گے ۔

شرک فی العمل یہ ہے کہ جو معاملہ اللہ کے ساتھ کرنا چاہیئے وہ غیر اللہ کے ساتھ کیا جائے ۔اس شرک میں اکثر عوام الناس اور بالخصوص عورتیں کثرت سے مبتلاء ہیں ۔مثلاً اللہ کے سوا کسی کی قسم کھانا ،کسی چیز کا طواف کرنا ،کسی کے روبرو سجدہ کرنا وغیرہ۔اس طرح کے سینکڑوں کام ہیں اور سخت گناہ ہیں اور مسلمانوں پر ضروری اور واجب ہے کہ مقدور بھر مکمل اس طرح کی چیزوں کو روکنے کی کوشش کریں اور چاہے وہ شرک فی العقیدہ ہو یا شرکِ عملی ،ہر قسم کے شرک سے اپنے کو پاک رکھنے کی کوشش کو لازم سمجھے ۔پس جو شخص ہر طرح کے شرک سے پاک ہو ،وہ موحدِ کامل ہے۔ اور اسی توحید کا علمبردار اور اعتقادِ توحید رکھنے والا بفضلِ الٰہی سعادت اور نجات و درجات کا مستحق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توحید پر قائم رکھے۔

☆☆☆ ختم شد ☆☆☆

اسلامیہ فیض القرآن

تعلیمی و فلاحی ٹرسٹ کے اغراض و مقاصد

- اسلام کے صحیح عقائد سے عامۃ الناس کو واقف کرانا۔
- دینی تعلیم کی ترویج۔ آنے والی نسلوں کے لئے صحیح تعلیم کا بندوبست
- پرائمری سطح تک دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ حکومت کے مروجہ اردو میڈیم کے نصاب کی تکمیل کرانا تاکہ اولیاء طلبہ اپنی خواہش کے مطابق اپنے بچوں کو یا تو گورنمنٹ اسکول میں شریک کرا سکیں یا پھر اسلامی جامعہ میں داخلہ دلوا سکیں۔
- طلبہ کے لئے شروع ہی سے تعلیم و تربیت کا ایسا بندوبست کرنا کہ آئندہ زندگی میں وہ اپنا دینی تشخص قائم رکھ سکیں۔

بورڈ آف ٹرسٹیز

صدر : ڈاکٹر سید شفیع الدین احمد قادری

معتمد : عبدالرحیم صدیقی

خازن : محمد رحمت علی

ٹرسٹیز : ☆ مولانا محمد عبدالحلیم کوثری

☆ حافظ محمد عبدالقادر عارف

به اہتمام

محمد عبدالرحیم صدیقی۔ اسلامیہ فیض القرآن تعلیمی و فلاحی ٹرسٹ

ہیپی ہومس کالونی، اپڑ پلی ویلج، راجندر نگر منڈل

ضلع رنگا ریڈی، آندھرا پردیش، انڈیا

ملنے کے پتے

☆ ۔۔ مسجد عالمگیری

شانتی نگر نزد آئی ٹی آئی ملے پلی، حیدر آباد ۲۸

☆ ۔۔ حضرت مولانا محمد کمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم

مکان نمبر 19-4-281/A/39/1 ، محلہ نواب صاحب کنٹہ حیدر آباد 500053

فون 4414680

☆ ۔۔ مولانا جمال الرحمن صاحب مدظلہ

مکان نمبر 13-5-600/43 محلہ ٹپہ چبوترہ، حیدر آباد، فون نمبر : 4732802

☆ ۔۔ ڈاکٹر محمد طاہر علی بی یو ایم ایس (عثمانیہ)

مکان نمبر 19-4-278/A غوث نگر نواب صاحب کنٹہ حیدر آبد آندھرا پردیش انڈیا پن کوڈ

500053 فون 4413862

☆ ۔ **شکیل کمپوزنگ سنٹر**

17-9-183/3/5 ، نزد مسجد معراج، کرما گوڑہ، سعید آباد، حیدر آباد۔

فون 528583

شیطان سے جنگ
تالیف

سرزمین دکن میں
مختصر احوال زندگی
تالیف

طریقہ
صلوٰۃ وسلام
بحضور سرور کائنات

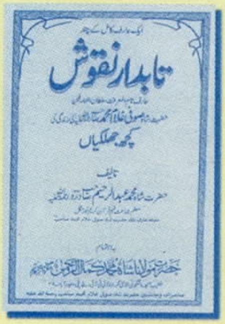
تابدار نقوش
کچھ جھلکیاں
تالیف

سورۃ الکوثر کا پیغام

سکونِ دل
حاصل کرنے کا روحانی طریقہ

تلاوتِ قرآن
آداب و فضائل

سورۂ اخلاص